ایجنٹ کی ضرورت

ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ (مرد/عورت) امیدوار دل
کو اپنے علاقہ میں کام کرنا ہے

تنخواہ ۳۰۰ روپے کمیشن اور سفری بھتہ علیحدہ

(قابلیت)

اُمیدوار کو کم سے کم میٹرک یا ہائیر سکنڈری پاس ہونا چاہیئے

عمر:- ۱۶ سے ۴۵ برس

درخواستیں صرف ہندی یا انگلش میں بذریعہ رجسٹرڈ لیٹر
نیچے لکھے پتہ پر بھیجی جاویں

گوالیار ٹیکسٹائلس

۳۸- بی مجلس پارک

دہلی ۔ ۱۱۰۰۳۳

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے تنویر پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا

قادیانیت

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

جس کا نام سُن کر ہی قادیانی گھبرانے لگتے ہیں۔ یہ کتاب مُلک کے باہر اور افریقہ کے بعض حصوں میں اس فتنے کے لیے ایک سنگِ گراں بلکہ پیامِ اجل ثابت ہوتی ہے۔ تاریخی ثقاہت، استدلال کی قوت، اسلوب کی متانت اور قلم کی شگفتگی، کتاب کے سارے مباحث میں یکساں طور پر ملتی ہے اور پوری کتاب میں معاندانہ طرزِ کلام کے بجائے خالص علمی اور تحقیقی طرز اختیار کیا گیا ہے تاکہ قبولِ حق میں کوئی رکاوٹ نہ ہوسکے۔

قیمت

انگریزی ایڈیشن

عربی

اُردو

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

مسلم خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

Monthly

Rizwan

LUCKNOW

مدیر
محمد ثانی حسنی

معاون
اُمامہ حسنی
میمونہ حسنی

L/W NP 58

رضوان
RIZWAN
LUCKNOW

زاد سفر

یعنی

احادیث صحیحہ کا مجموعہ

امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب

ریاض الصالحین کا عام فہم ترجمہ

ضروری حواشی و تشریحی عنوانات کے ساتھ

حدیث شریف کا ایک چھوٹا سفری کتاب خانہ اور منزل آخرت کا

بہترین زاد سفر

Price 13-50

MAKTAB -E-ISLAM
Gwynne Road Lucknow

only cover printed at Sarkar press Aminabad Lucknow

FEBRUARY 1978

تذکرہ

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

یہ کتاب چودھویں صدی ہجری کے مشہور مقبول بزرگ اور عالم، اویس زمانہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۸ھ ۱۳۱۳ھ) کے سوانح حیات، حالات وکمالات اور ارشادات وملفوظات پر مشتمل ہے۔

کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ حضرت مولانا کی صحبت میں بیٹھا ہوا ہے اور درد ومحبت کی وہ آنچ اس کو بھی محسوس ہو رہی ہے جو مولانا کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔

وہ حضرات جو درد ومحبت کے جویا اور اہل نفیس کے طالب ہیں، ان کے لیے یہ کتاب بیش قیمت تحفہ ہے۔

—— قیمت ——

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

بیادگار امۃ اللہ تسنیم

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

۹۵۰۵
۷۰۳۵۲
جرائد

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد ۲۲ مارچ ۱۹۷۸ء مطابق ربیع الاول ۱۳۹۸ھ — نمبر ۳

مدیر —— O —— معاونین

محمد ثانی حسنی

امامہ حسنی میمونہ حسنی

قیمت فی پرچہ .... ایک روپیہ
سالانہ چندہ .... دس روپیہ
ممالک غیر بشمول پاکستان .... ڈیڑھ پاونڈ

ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

جناب سید حسین حسنی وی۔ اے۔ ۱۴/۷ ناظم آباد کراچی پاکستان

کیا اور کہاں

اللہ کے نام سے	۲	محمد ثانی حسنی
ایمانیات	۵	محمد الحسنی
حدیث کی روشنی میں	۸	امۃ اللہ تسنیم
مناجات	۱۱	امۃ اللہ تسنیم
حضرت فاطمہ رض اور بچوں کی تربیت	۱۲	بیگم محمد اکرم
قرآنی واقعات	۱۵	ماخوذ
حمد	۱۹	مولانا فخر الدین خیالی
بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے	۲۰	مولانا سید ابو الحسن علی ندوی
غار حرا	۲۳	امۃ العزیز
حلیہ مبارک	۲۶	مولانا سید عبد الحی صاحب
السلام السلام	۲۷	والی آسی
ایمانی واقعات	۲۸	محمد حمزہ حسنی
ذائقہ		خیر النساء بہتر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد ثانی حسنی

اللہ کے نام سے

ہم ان سارے بھائیوں اور بہنوں کے شکرگزار ہیں جنھوں نے ماہنامہ رضوان کو جاری رکھنے پر زور دیا اور اپنے خطوط اور خریداروں کے اضافہ کے ذریعہ ہم سے تعاون کیا اور خریداروں کے بھی مشکور ہیں جنھوں نے وقت پر چندہ نہیں بھیجا تھا اب اپنا اپنا سالانہ چندہ بھیجکر رسالہ کو زندہ رکھنے میں مدد کی، لیکن جتنے تعاون کی ضرورت تھی اس کے نصف تعاون کی بھی ابھی نوبت نہیں آئی جس کے پیش نظر یہ پیشگوئی نہیں کی جا سکتی کہ رسالہ کب تک اور کس حال میں دین و اخلاق کی اطمینان و سکون کے ساتھ خدمت کرتا رہے گا۔

کسی رسالہ کو باقی رکھنے کے لیے وقتی تعاون یا باقی ماندہ زر سالانہ کا وصول ہو جانا بالکل کافی نہیں ہے نہ اس سے کسی رسالہ کا مسئلہ حل ہوتا ہے اس کے لیے مسلسل جد وجہد قلبی تعلق اور ہر طرح کا تعاون درکار ہے، خریداروں کے اضافہ، رسالہ کو اپنے دوستوں ہم محلہ لوگوں، مسلمان گھرانوں، لائبریریوں میں زیادہ سے زیادہ پہونچانے کی کوشش اور ایجنسیوں کے قائم کرنے اور اشتہارات دینے اور دلانے کی خدمت انجام دینے کی ضرورت ہے، عام طور پر کسی رسالہ کو چلانے یا چلانے والوں کے ساتھ تعاون کی یہی صورت کامیاب ہوتی ہے اور اسی صورت پر دینی اور اخلاقی رسالہ زندہ رہ سکتا ہے ورنہ اس دور آزادی اور الحاد میں صرف وہی رسالے بغیر کسی انتھک کوشش کے باقی رہتے ہیں جو عریاں تصاویر اور گندے اخلاق سوز افسانوں کے حامل اور ترجمان ہوتے ہیں وہ اپنا مقام خود پیدا کر لیتے ہیں وہ جس گھرانے میں ایک بار داخل

ہو جاتے ہیں۔ ان کی خوب پذیرائی ہوتی ہے۔ ایسے رسالے اخلاق بھی برباد کرتے ہیں، دین کی وقعت بھی کھوتے ہیں۔ دیمک کی طرح حیا و پاکدامنی کی چادر بھی تار تار کرتے ہیں اور عزت و احترام کا مقام بھی حاصل کرتے ہیں، لیکن دینی رسالے اور اخلاق و حیا کی اشاعت کرنے والے ماہنامے ان سفلی صفات سے محفوظ ہیں اور خدا ان کو اس سے محفوظ ہی رکھے۔

بہرحال ہم اپنے ناظرین سے (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں، کم پڑھے لکھے ہوں یا عالم) اس بات کی پھر اپیل کرتے ہیں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ "رضوان" اپنی اکیس سالہ خدمات کو باقی رکھے اور ان کو ترقی دے اور پورے اطمینان و سکون کے ساتھ ہر ماہ آپ کے ہاتھوں میں پہنچتا رہے تو کوشش و تعاون کی جو صورتیں اوپر بیان کی گئی ہیں ان کو اختیار کیجئے اور وہ یہ کہ۔

(۱) خریدار بڑھایئے اگر ہو سکے تو ہر شخص ۵ خریدار بنائے۔

(۲) جن اداروں یا کارخانوں یا دکانوں سے آپ کا تعلق ہے وہ اگر اشتہار دیتے ہیں تو اس رسالہ کے لئے بھی اشتہار کا انتظام کیجئے۔

(۳) ایجنسیوں کے پتے بھیجئے یا ان کو "رضوان" منگانے پر آمادہ کیجئے لیکن ایسی ایجنسیاں ہم کو درکار ہیں جو معاملہ کی صاف اور دینی و دعوتی جذبہ رکھتی ہیں۔

(۴) آپ کے شہر میں جہاں جہاں دارالمطالعہ (لائبریریاں) ہوں ان میں رضوان رکھایئے اور ان کو رضوان زرتعاون کے ساتھ منگانے پر آمادہ کیجئے۔

(۵) اگر آپکا چندہ ختم ہو وہ بلا تقاضہ کے ارسال کیجئے، دفتر پر بار بار تقاضہ کا بار نہ ڈالئے۔

ان تمام صورتوں کو ایک ہمہ گیر تحریک کی شکل میں اختیار کیجئے گا تو انشاء اللہ "رضوان" بھی مسلسل خدمات انجام دیتا رہے گا۔ السعی منا ومنکم والاتمام من اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن آپ سے مخاطب ہے

محمد الحسنی

ایمانیات

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا

اور اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی ایک چیز کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ

اسلامی نظام اور دین کامل میں سب سے پہلا شعبہ ایمانیات کا ہے۔ اس کے بعد معاشرت، معاملات، سیاست و حکومت، معاشیات، تعلیم و تربیت اور دوسرے تمام امور آتے ہیں۔ لیکن ایمانیات میں سب سے زیادہ اہمیت خدائے واحد کی عبادت اور شرک کی تمام قسموں سے کلی اجتناب کی ہے یہ وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے گرد سارا اسلامی نظام گردش کر رہا ہے اور اس میں ادنیٰ درجہ کا خلل پورے نظام اور پورے ڈھانچہ کو متاثر اور مجروح کر دیتا ہے۔ عبادت کیا ہے؟ اس کی تشریح خود قرآن مجید کی ایک آیت میں ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

....

....

کہہ دیجئے کہ میری نماز اور ساری عبادات اور میری زندگی اور موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اس بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اولین مسلمانوں میں ہوں۔

یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہر قسم کی مالی اور بدنی قربانی، خدا کی یاد، خدا کا ذکر،

الغرض اس طرح کی جتنی چیزیں ہیں اسی طرح زندگی اور موت کے جتنے معاملات ہیں سب میں بندہ کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا چاہیے، اس میں دو پہلو ہیں ایک ظاہری پہلو ہے اور وہ یہ کہ ان ارکان دین کی ظاہری صورت ادا ہو یعنی جن احکام و تعلیمات اور شرائط وآداب کے ساتھ ان کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح ان کو ادا کیا جائے دوسرا ان کا باطنی پہلو ہے جس کو ایمان و احتساب سے تعبیر کیا گیا ہے اگرچہ فیصلہ ظاہری پر کیا جائے گا۔ لیکن عبادت کے مفہوم میں یہ سب باتیں شامل ہیں۔ اگر نماز میں تعدیل ارکان ضروری ہے تو اس کے ساتھ خشوع اور تصحیح نیت کی بھی بہت تاکید آئی ہے لیکن خشوع اور نیت وہ چیز ہے وہ چیز نمازی کا خدا سے براہ راست معاملہ ہے۔

عبادت کے اس مفہوم کے بعد اب اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ اس میں کسی قسم کے شرک کی آمیزش نہ ہونی چاہیے اس میں شرک جلی شرک خفی ہر قسم کے شرک کی کلی نفی کر دی گئی ہے شیئاً کے لفظ میں ہر قسم کا حصر پایا جاتا ہے، کوئی ہستی، ہی ولی، چاند، سورج، پہاڑ، دریا، چرند و پرند غرض کائنات کی کوئی ایسی چیز نہیں جس کی نفی لا تشرکوا بہ شیئاً کہہ کر نہ کر دی گئی ہو۔

غرض توحید خالص یعنی خدائے واحد کی عبادات اور شرک کی تمام قسموں کی نفی یہ دو مثبت اور منفی پہلو ہیں جن کے ملنے سے اسلامی نظام صحیح اور کامل طور پر قائم ہوتا ہے۔

اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو شخص ایک سب سے طاقتور اور بالاتر ہستی پر جو خالق بھی ہے اور مالک بھی اور رازق بھی ہے اور رحمٰن و رحیم بھی ایمان لا کر اور تنہا اسی سے وابستہ ہو کر اور اس پر بھروسہ کر کے اور شرک ہر کمزوری، بیماری اور آلائش سے پاک ہو کر کتنا غنی، طاقتور، بے باک پرسکون اور راضی و قانع اور خوش و مطمئن ہو سکتا ہے۔ اس کے برخلاف کئی خداؤں کو تسلیم کرنے والے یا اس کے ساتھ مختلف چیزوں اور مختلف ہستیوں کو شریک کرنے والے اپنے کو کس درجہ بے یار و مددگار محسوس کرتے ہیں اور یکسوئی و اطمینان کی دولت بے پندار سے کیسے محروم رہتے ہیں۔

عقیدۂ توحید کا سب سے پہلا اثر طاقت اور برکت پر ہے، اور جو شخص اپنی زندگی کے تمام معاملات میں خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، نجی ہو یا عمومی اپنے کو کسی چیز کا محتاج محسوس نہ کرے گا اور حنفاء للہ غیر مشرکین (اللہ تعالیٰ کے لئے بالکل یکسو) اور اپنا رخ اس کی طرف کئے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے والے) کی سچی تصویر ہوگا، وہ انتشار ذہنی اور انتشار قلبی اور اس کے نتیجہ میں بیرونی انتشار اور خارجی فساد سے کتنا محفوظ ہوگا — قرآن مجید میں ایک جگہ امن و اطمینان کی اس کیفیت کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن اولئک ھم المھتدون ....

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم (یعنی بیجا و بے محل بات) سے آلودہ نہ کیا، انھیں کے لئے امن ہے اور وہ ہی ہدایت یافتہ ہیں۔

ظلم کی حقیقت کیا ہے اور سب سے بڑا ظلم کسے کہتے ہیں اس کی تشریح اس آیت سے ہوتی ہے۔

یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم

اے بیٹے، اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ظلم کی تعریف لغت میں وضع الشئی فی غیر محلہ (کسی چیز کو بے محل جگہ رکھنا آئی ہے) اور واقعہ یہ ہے کہ خدا کو چھوڑ کر معبودان باطل یا کمزور و ناتواں اشیاء کو شریک خدا ٹھہرانے سے زیادہ بے محل اور ناروا بات دنیا میں اور کیا ہو سکتی ہے؟

حدیث کی روشنی میں

امۃ اللہ تسنیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا ہوتا تھا اور اس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ (بخاری)

آنحضرت ؐ کی دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ آل محمد کو بقدر ضرورت رزق دے۔ (بخاری و مسلم)

آپ کا لباس جس میں وفات پائی

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک چادر ایک تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں دو کپڑوں میں وفات پائی۔ (بخاری و مسلم)

حضور ؐ کی گزران

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی نہ چوکی پر کھانا کھایا نہ چپاتی کھائی

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کھجور ہی سے پیٹ بھر سکتے۔ (مسلم)

راتوں کا فاقہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے متواتر کئی راتیں خالی پیٹ گزارتے تھے کہ رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا اور ان کی روٹیاں جَو کی ہوتی تھیں۔ (ترمذی)

سادگی

حضرت ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کا ذکر کیا آپ نے فرمایا سنو سنو سادگی ایمان ہے۔ (ابو داؤد)

سخاوت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے مانگنے پر "نہیں" کا لفظ نہیں فرمایا۔

گھر والوں کی خدمت

حضرت اسود ابن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے انھوں نے کہا گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تو تشریف لیجاتے تھے (بخاری)

آپ ؐ کا اخلاق

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے بہتر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

بردباری اور عالی ظرفی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا آپ موٹے کپڑے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی آپ کو ملا اور آپ ؐ کی چادر پکڑ کر بڑے زور سے کھینچا میں نے دیکھا کہ آپ ؐ کے کاندھے پر چادر کھینچنے کے نشان پڑ گئے تھے بولا اے محمدؐ مجھے اس مال سے دیجئے جو آپ کو اللہ نے دیا ہے آپ ؐ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے پھر اس کو دینے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضور ؐ کی حیا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پردہ نشین لڑکیوں سے زیادہ شرم تھی جب کوئی بات آپ ؐ کو ناپسند ہوتی تھی تو ہم سب آپ ؐ کے تیور سے پہچان لیتے تھے۔ (بخاری مسلم)

آنحضرت ؐ کا انداز گفتگو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بات ٹھہر ٹھہر کر اور کھول کر بیان فرماتے تھے کہ جو سنتا تھا سمجھ لیتا تھا۔ (ابو داؤد)

رسول اللہ کا تبسم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی حضورؐ کو ایسا ہنستا ہوا نہیں دیکھا کہ آپ کا کوا نظر آجائے حضورؐ صرف مسکرا دیتے تھے۔

کھانے میں تواضع

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھانا نوش فرماتے تھے تو اپنی تین انگلیاں چاٹ لیتے تھے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اٹھائے اور صاف کر کے کھائے اس کو شیطان کیلئے نہ چھوڑے اور حکم دیا کہ پیالہ صاف کر لیا کرو اس لئے کہ تم کو خبر نہیں کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

بچوں کو سلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ کچھ بچوں کے پاس سے گذرے تو ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (بخاری مسلم)

مُناجات

اسد اللہ تسنیم

فقیروں کی صورت صدا کر رہے ہیں
ترے در پہ بیٹھے دعا کر رہے ہیں
تو اب اپنا وعدہ وفا کر الٰہی
کہ ہم اپنا وعدہ وفا کر رہے ہیں
بہت منتوں سے بڑی عاجزی سے
ترے رحم کی التجا کر رہے ہیں

ترے دوست فکرِ معیشت میں حیراں
جو دشمن ہیں تیرے مزا کر رہے ہیں
کیا تو نے ہم پر انہیں کو مسلّط
جو دن رات ہم پر جفا کر رہے ہیں
دیا تو نے ان کو بھرے جن کے گھر ہیں
ہم امیدِ صبح و مسا کر رہے ہیں

مگر ہم کو تجھ سے ہے امید بہتر
کرے گا وہی جو دعا کر رہے ہیں
بھروسہ پہ اُس ذاتِ واحد کے تسنیم
صدا دے رہے ہیں دعا کر رہے ہیں

بیگم محمدؐ اکرم

حضرت فاطمہؓ اور بچّوں کی تربیت

جناب سیّدہؓ کے یہاں ۵ ار رمضان المبارک سنہ ٣ھ میں پہلا صاحبزادہ عالم وجود میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی آپؐ اسی وقت تشریف لے آئے بچے کو گود میں لیا اور حسن نام رکھا دو سال کے بعد ۵ شعبان سنہ ۵ھ کو خدائے تعالیٰ نے دوسرا فرزند عطا فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین نام تجویز فرمایا۔

جناب سیّدہ کے یہاں پانچ بچے پیدا ہوئے حسن، حسین، محسن، ام کلثوم، زینب۔ محسن نے بچپن ہی میں انتقال کیا۔

حضرت بی بی فاطمہؓ جب اپنے بچوں کو سلاتی تھیں تو جھوٹے قصّے سنا کر سلاتی نہ تھیں نہ بے معنی لوریاں سنا کر نہ تھپک کرتی تھیں بچوں کو ڈرا دھمکا کر نہ سلاتی تھیں بلکہ خدا کا کلام پڑھتی جاتی تھیں اور بچوں کو تھپک تھپک کر سلاتی تھیں، مبارک بچے جن کی مادری زبان عربی تھی خدا کا کلام سنتے اور سمجھتے تھے اور خداوند کریم کے کلام کی عظمت ابھی سے ننھے بچوں کے دلوں میں گھر کرتی جاتی تھی۔ بچوں کو اچھی باتیں سکھاتیں تو خدا کے کلام سے بری باتوں سے بچایا یا ڈرایا تو خدا کے کلام سے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی بات پر حسنینؓ کا آپس میں جھگڑا ہو گیا ہاتھا پائی تک نوبت آگئی اور دونوں کے چوٹیں آئیں بچے روتے روتے اپنی ماں کے پاس پہونچے، اور ایک دوسرے کی زیادتی کے شاکی ہوئے۔

آپؓ نے دونوں کو اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا کہ تمہارا خدا تمھیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو اور فساد سے بچو، افسوس ہے کہ تم اس خدائے کریم کا حکم نہیں مانتے جس نے تم کو پیدا کیا اور جس نے تم کو طرح طرح کی نعمتیں دیں، میں تم سے یہ نہیں پوچھتی کہ قصور کس کا ہے لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ تم نے خدا کے حکم کی پرواہ نہیں کی۔ اب تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ خدا کو کیا جواب دوگے تم نے خدا کے حضور میں مجھکو بھی شرمندہ کیا۔

نیک ماں کے سدھے ہوئے بچے جو اپنے بچپنے کی وجہ سے آپس میں جھگڑ بیٹھے تھے ماں کی یہ بات سن کر زار و قطار رونے لگے اور اپنی سب شکائتیں بھول گئے اور خدا کے خوف سے کانپنے لگے اور انھوں نے ماں سے عرض کیا کہ اس مرتبہ تو ہمارا قصور معاف کرا دیجئے پھر کبھی ہم سے ایسا قصور نہ ہوگا۔

حضرت فاطمہؓ نے جب دیکھا بچے اب بہت پریشان ہیں تو فرمایا اچھا جاؤ اور جلد وضو کر کے آؤ، دونوں بچے دوڑے گئے اور وضو کر کے آئے۔ آپؓ نے ان کو سجدہ میں گرا دیا اور فرمایا کہ اب اپنے خدا سے اپنے قصور کی معافی مانگو، میں بھی تمھاری معافی کے لئے دعا کرتی ہوں، بچوں اور ماں نے مغفرت کی دعا مانگی اور بچوں نے عہد کیا کہ اب ایسا قصور نہ ہوگا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عید کا روز تھا اور حسنینؓ دوسرے بچوں کو اچھے اچھے کپڑے پہنے دیکھ کر کچھ افسردہ خاطر تھے ماں سے آکر کہنے لگے، امی اماں ہم کو بھی ۔۔۔ اچھے کپڑے پہنائیے، ماں نے بچوں کو پیار کیا اور کہا کہ ان کپڑوں کا کیا اعتبار ہے یہ میلے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھٹ جانے والے ہیں تمھارے اچھے کپڑے تو اللہ کے پاس امانت رکھے ہوئے ہیں، وہ کپڑے بہت اچھے ہیں نہ تو کبھی میلے ہوں گے نہ پھٹیں گے۔

جناب سیّدہ کے یہ الفاظ کچھ ایسی تاثیر لئے ہوئے تھے کہ بچے خوش ہو گئے اور اپنے وہی معمولی کپڑے پہنے اچھلنے کودنے لگے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن حسین سے بہت محبت تھی، جب دونوں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے تو آپؐ ان کو سونگھتے پھر سینے سے لپٹاتے اور فرماتے کہ یہ میرے گلدستے ہیں"۔

ایک مرتبہ مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ اتفاق سے حسینؓ سرخ کپڑے پہنے ہوئے لڑکھڑاتے ہوئے آئے آپؐ نے منبر سے اتر کر ان کو گود میں اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھالیا۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ حسینؓ میرے ہیں اور میں حسینؓ کا ہوں۔ اللہ اس سے محبت رکھے جو حسینؓ سے محبت رکھے۔

ایک دفعہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ آپؐ کے قدم پر قدم رکھ کر کھڑے ہوتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اوپر چڑھ آؤ، انھوں نے آپؐ کے سینے پر قدم رکھا آپؐ نے بچے کے منھ پر بوسہ دیا اور فرمایا۔ اے خدا میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔

ایک دفعہ حسینؓ آپؐ کے کاندھوں پر سوار تھے کسی نے کہدیا، کیا خوب سواری ہے آپؐ نے فرمایا اور سوار بھی خوب ہے۔

حسن حسینؓ اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے حضرت ابوبکرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اور حسنؓ اس وقت آپؐ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے کبھی ان کی طرف اور آپؐ نے فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اللہ نے چاہا تو اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے درمیان صلح ہوگی۔

تین بہترین کتابیں

نبی اکرمؐ	از سید سلیمان ندوی	۲۵ پیسے
حضرت علیؓ	از سید اسحاق حسینی	۶۵ پیسے
حضرت خالدؓ	از سید اسحاق حسینی	۷۵ پیسے

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

قرآنی واقعات

(ماخوذ)

قرآن پر یقین:۔ جاپانی فوجیں سنگاپور میں داخل ہونے کے لئے سرتوڑ کوششیں کررہی تھیں فوجی حربے عمل میں لائے جارہے تھے۔ پانی کی ٹنکیوں میں زہریلا سفوف ملایا جارہا تھا جس سے ذائقہ میں فرق نہ پڑنے کے باوجود پانی پیتے ہی پیٹ میں مروڑ اٹھنے شروع ہوتے تھے اور خونی پیچش شروع ہوجاتی تھی۔ وہی سنگاپور جہاں دن میں دوتین دفعہ بارش ضرور ہوتی تھی اب بارش سے ناامید ہوچکا تھا دو مہینے آٹھ دن کے عرصہ میں ایک بوند بھی بارش نہ برسی تھی۔ ہوائیں سمندری پانی سے لدی ہوئی سنگاپور سے اس طرح گذر جاتیں تھیں جیسے روٹھا ہوا لاڈلا بیٹا گھر کے پاس سے گذر جاتا ہے۔ اس وقت ہر فوجی بخیر فوجی کے دل میں یقین ہوچکا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی جس جگہ پر ہو وہاں بارش نہیں ہوسکتی۔ بم کی بارش بمباری کی شکل میں چوبیس گھنٹے جاری رہتی تھی، موجودہ جنگ دوسری لڑائی قیامت کا نمونہ پیش کررہی تھی اور ہر پینے کے لئے پانی نایاب تھا۔ کیپٹن تھامسن جو قرآن پاک کو ہر وقت گلے میں لٹکائے رکھتا تھا۔ مجھے بلایا اور قرآن مجید کی آیت پڑھ کر مجھے حکم دیا کہ کل سامنے والی پہاڑی کے دامن میں تم اپنی کمپنی کو لیجاکر نماز استسقاء پڑھو، اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہے۔ وہ ضرور بارش کردیگا۔ میں نے دوسرے دن کمپنی کے ساتھ اسی جگہ نماز استسقاء پڑھی۔ لیکن بارش نہ ہوئی، شام کے بعد پھر کیپٹن نے مجھے بلا بھیجا۔ میں جاکر ابھی کھڑا ہی ہوا تھا کہ کیپٹن صاحب کے چہرے پر خفگی کے آثار پیدا ہونے شروع ہوگئے۔ اور اس نے اٹھ کر ٹہلنا شروع کردیا یہ اس کی ازحد خفگی کی نشانی تھی۔ پھر وہ بولا کل تم نماز پڑھنے کے لئے گئے تھے میں نے کہا

جو صاحب گئے تھے کمپنی کی ساری نفری لے گئے تھے۔ یہ صرف مسلمان گئے تھے میں نے کہا صاحب ساری کمپنی گئی تھی صاحب نے کہا دیکھو آدھ گھنٹے بعد صرف مسلمان نفری کو لے کر جاؤ اور بیچ کے جگہ دو کہ صاف ستھرے ہو کر اور صاف کپڑے پہن کر نہایت عاجزی سے نماز پڑھیں ہم وہاں گئے۔ میں وقت مقررہ پر حسب الحکم کپتان صاحب مع مسلمان نفری کمپنی مقررہ جگہ پر پہونچا امام صاحب نے نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھی اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے ہوا ہے بارکوں تک پہونچتے ہی بارش شروع ہوگئی۔ اور اس بارش کے پانی کو ہم نے کام میں لا کر فوج کی اور وہی جگہ جو میدان کربلا بنی تھی، خداوند کریم کے فضل و کرم سے ہرا بھرا آباد ہوگئی۔ محمد جمیعہ غلام

میں نے قرآن حفظ کیا

میں ضلع جالندھر کی ایک بستی شیخ درویش کے ایک متوسط راجپوت گھرانے میں ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئی میرے والد صوفی اور درویش انسان تھے بارہ سال جنگل میں اپنے پیر غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ عبادت میں مشغول رہے ہمارے اجداد کا گھرانا حافظوں کا گھرانا مشہور تھا۔ میرے والد درویشانہ زندگی میں قدم رکھنے کی وجہ سے اس چیز کو نبھا نہ سکے مگر انھیں اس نعمت کے گھرانے سے ختم ہونے کا سخت قلق تھا خود حفظ نہ کر سکے اپنے اکلوتے لڑکے کو بہت چاہا کہ حفظ کرے مگر وہ بھی حفظ نہ کر سکے۔ ہر وقت والد صاحب کے دل میں اس چیز کا احساس رہتا تھا بلکہ بعض اوقات رو دیتے تھے ابھی پیدا نہیں ہوئی تھی والد صاحب کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ جو بچہ پیدا ہوگا اس کو ضرور حفظ کراؤں گا۔ اتفاق کی بات یہ لڑکی پیدا ہوئی ان کا شوق کچھ کم ہو گیا کیونکہ اس وقت تعلیم کا اتنا چرچہ نہیں تھا۔ اور یہ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ لڑکی بھی قرآن حفظ کر سکتی ہے۔ میں جب گیارہ سال کی ہوئی اور چھٹی جماعت میں پڑھتی تھی میری بڑی بہن اتفاق سے ایک جلسہ میں گئیں وہاں حافظ خوش صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت قرأت سے کی وہ اتنی خوش الحانی سے پڑھتے تھے کہ سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ میری بہن نے آکر والد صاحب سے ذکر کیا میرے والد انھیں تلاش کر کے گھر لائے کہ میری لڑکی کو

کو بھی قرات سکھا دیجئے انہوں نے قبول کر لیا پھر مجھے قرات سکھانی شروع کر دی۔ میرے ذوق و شوق نے اور خوش الحانی کو دیکھ کر وہ بہت محنت سے پڑھانے لگے۔ جب میں پڑھتی والد صاحب بہت خوش ہوتے۔ میرے والد صاحب کے شوق کو دیکھ کر حافظ جی نے مجھے باقاعدہ قرات شروع کرائی۔ چنانچہ زینت القاری، مفید القاری، سراج القاری ان کتابوں کی باریکیاں ذہن نشین کرائیں۔ میں دن بدن شوق و دلچسپی سے پڑھتی تو حافظ جی بڑی توجہ اور پیار و محبت سے پڑھاتے اور چند ایک سورتیں حفظ کرکے قرآن میں خاص خاص جگہ پر خوش الحان مصری لہجے اور عربی لہجے کی مشق کرائی بستی میں ایک چرچا تھا آواز بھی خداداد چیز ہے اس سے اور بھی لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ دور دور سے لوگ سننے کے لئے آتے اور میرے والد خوشی سے مجھے سنانے کی اجازت دیدیتے اتفاق کی بات شعبان کا مہینہ تھا۔ حافظ جی پڑھاتے پڑھاتے کہنے لگے۔ بیٹی تم نے بہت سی سورتیں حفظ کر لیں۔ آؤ حساب لگائیں کہ کتنے پاروں کے قریب حفظ ہو گیا۔ انہوں نے حساب لگایا تو سات پاروں کے قریب میں نے سورتیں حفظ کر لی تھیں۔ فرمانے لگے ہمت کرو اس دفعہ رمضان شریف میں اپنے محلے کی عورتیں اکٹھی کرکے تراویح میں سنا یا کرو۔ میں حوصلہ نہیں کر سکتی تھی لیکن انہوں نے میری ہمت بڑھائی۔ ہمارے محلہ میں تقریباً سب ہی شریف لوگ رہتے تھے۔ سیدھے سادھے اور سیدھی سادی زندگی گزارنے والے۔ چنانچہ رمضان شریف آیا تو محلے کی عورتیں خوشی سے نماز تراویح پڑھنے آنے لگیں۔ میرا شوق بڑھنے لگا۔ دن کو جتنا دہرا کرتی رات کو تراویح میں سنا دیتی۔ عورتیں بہت خوش ہوتیں اور میں بھی بہت دلچسپی لینے لگی۔ جتنی سورتیں حفظ تھیں تو وہ آسانی سے سنا دیں اب عورتیں پیچھا نہیں چھوڑتیں اور خود بھی دل چاہتا کہ رمضان شریف ایسے ہی پورا ہو۔ عجیب لطف آتا۔ حافظہ کھل چکا تھا اور طبیعت ادھر مائل ہو چکی تھی۔ سچی بات ہے کہ جو دل کو اس سچے کلام کی طرف راغب کرے خدا خود اس کے لئے ایسے ایسے وسائل مہیا کر دیتا ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے اور وسیع راستے کھلتے ہیں۔ پھر یہ حال تھا کہ دن کو جتنا یاد کرتی۔ رات کو تراویح میں سنا دیتی۔ اس

طرح سارے رمضان شریف میں بیس سپارے میں نے سنا دیئے میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور گھر والے خاص کر والد صاحب پھولے نہیں سماتے، خود دل میں ایک لگن اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتی ہوں کہ ان دنوں میں مدرسۃ البنات جالندھر میں پڑھ رہی تھی۔ اس میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم ضروری بلکہ لازمی تھی۔ مدرسۃ البنات کے بانی مولانا آفتاب صاحب اور ان کی بیوی مجھے دل و جان سے چاہتے تھے۔ بلکہ جب تک زندہ رہے اپنی بیٹیوں سے کبھی کم خیال نہیں کیا۔ خدائے تعالیٰ دونوں کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین وہ مجھے اسکول ٹائم کے بعد پڑھاتے رہتے۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ اور حدیث شریف یعنی صحیح بخاری ان نیک ہستیوں سے پڑھی وہ بھی مجھے بڑی محنت اور شوق سے پڑھاتے رہے۔ اگلے سال پھر رمضان شریف کا مہینہ آیا تو پھر میں نے تراویح میں قرآن مجید سنانا شروع کیا۔ اب کے سال خدا کی مہربانی سے میں نے پورا قرآن مجید سنا دیا۔ میں خود حیران تھی کہ یہ کیسے اتنا بڑا کام اور ہنستے کھیلتے خدا کی قدرت سے معجزہ بن گیا اب کئی لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے کتنے سال میں قرآن مجید حفظ کر لیا انھیں کیا بتاؤں میرا حفظ کرنا تو ایک معجزہ سے کم نہیں۔ الحمد للہ اب تک قرآن مجید سناتی ہوں اور یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ خدائے تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔

(حافظہ اسلام اختر پشاور)

ایک بالکل نئی کتاب

نئی دنیا امریکہ میں صاف صاف باتیں

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے دورۂ امریکہ و کینیڈا (مئی جون ۱۹۷۷ء) کے موقع پر

حضرت مولانا کی اہم تقریروں اور خطبات کا فکر انگیز مجموعہ مغربی تہذیب اور امریکی معاشرت کا جائزہ تجزیہ اور مطالعہ امریکہ میں مقیم مسلمانوں کے بارے میں تجربے اور اندیشے۔ بہترین طباعت۔ فوٹو آفسیٹ سے۔ قیمت مجلد سات روپے۔

مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

حمد

(مولانا فخر الدین خیالی)

ہیں قدرت کے تیرے نشاں کیسے کیسے
مکیں کیسے کیسے، مکاں کیسے کیسے

ترے جلوے اک گل کے ہیں رنگ و بو میں
عیاں کیسے کیسے، نہاں کیسے کیسے

بد آواز کیسے کہ نفرت ہو جن سے
خوش آواز ہیں دلستاں کیسے کیسے

فقیر اور کمزور ہیں کس طرح کے
امیر اور ہیں مہرباں کیسے کیسے

شکیل و حسین و ملیح و شکر لب
ہیں مخلوق میں انس و جاں کیسے کیسے

برے کیسے اور نیک بھی کس طرح کے
قوی کیسے اور ناتواں کیسے کیسے

خیالی نہ تھا گو کہ اس مد کے قابل
ہوئے اس سے کے بھی امتحاں کیسے کیسے

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

یوں تو اس دنیا کی عمر بہت بتلائی جاتی ہے مگر یہ دنیا کئی بار سو سو کر جاگی ہے اور مر مر کر زندہ ہوئی ہے، آخری بار جب یہ موت کی نیند سے بیدار ہوئی اور اس نے عقل و ہوش کی آنکھیں کھولیں وہ دن تھا جب مکہ کے سردار عبدالمطلب کے گھر پوتا پیدا ہوا، وہ پیدا ہوا تو یتیم تھا مگر اس نے پوری انسانیت کی سرپرستی کی، اور دنیا کو نئی زندگی بخشی، سوتے میں جو عمر کٹی، وہ کیا عمر ہے؟ خود کشی میں جو وقت گزرا، وہ کیا زندگی ہے؟ اس لئے سچ پوچھئے تو موجودہ دنیا کی کام کی عمر چودہ سو برس سے زائد نہیں۔

چھٹی صدی مسیحی میں انسانیت کی گاڑی ایک ڈھلوان راستے پر پڑ گئی تھی، اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ راستے کا نشیب بڑھتا جا رہا تھا اور رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی۔ اس گاڑی پر انسانیت کا پورا قافلہ اور آدمؑ کا پورا کنبہ سوار تھا، ہزاروں برس کی تہذیبیں اور لاکھوں انسانوں کی محنتیں تھیں، گاڑی کے سوار میٹھی نیند سو رہے تھے یا زیادہ اور اچھی جگہ حاصل کرنے کے لئے آپس میں دست و گریباں تھے، کچھ تنگ مزاج تھے جو ساتھیوں سے روٹھتے تو ایک طرف سے دوسری طرف منھ پھیر کر بیٹھ جاتے کچھ ایسے جو اپنے جیسے لوگوں پر حکم چلاتے، کچھ کھانے پکانے میں مشغول تھے، کچھ گانے بجانے میں مصروف، مگر کوئی یہ نہ دیکھتا کہ گاڑی کس غار کی طرف جا رہی ہے، اور اب وہ کتنا قریب رہ گیا ہے۔

انسانیت کا جسم تر و تازہ تھا مگر دل نڈھال دماغ تھکا ہوا۔ ضمیر بے حس و مردہ نبضیں ڈوب رہی تھیں اور آنکھیں پتھرانے والی تھیں، ایمان و یقین کی دولت سے عرصہ ہوا یہ انسانیت محروم ہو چکی تھی۔ پورے پورے ملک میں ڈھونڈھے سے ایک صاحب یقین نہ ملتا توہمات کا ساری دنیا پر قبضہ تھا۔ انسانیت نے اپنے کو خود ذلیل کیا تھا۔ انسان نے اپنے غلاموں اور چاکروں کے سامنے سر جھکایا تھا۔ ایک خدا کے سوا سب کے سامنے اس کو جھکنا منظور تھا۔ حرام اس کے منھ کو لگ گیا تھا۔

شراب اس کی گھٹی میں گویا پڑی تھی جوا اس کی دن رات کی دل لگی تھی

اس دنیا کے مالک کو اپنے گھر کا یہ نقشہ پسند نہ تھا۔ آخر کار اس نے عرب کی آزاد اور سادہ قوم میں ۔۔۔۔۔۔۔ فطرت سے قریب تھی۔ ایک پیغمبر بھیجا، کہ پیغمبر کے سوا اب اس بگڑی دنیا کو کوئی بنا نہیں سکتا تھا۔ اس پیغمبر کا نام نامی محمد بن عبد اللہ ہے اللہ کے لاکھوں سلام و درود ہوں ان پر ؎

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

اس زندگی کی ہر چیز سلامت تھی مگر بے جگہ دبے قرینہ زندگی کا پہیہ گھوم رہا تھا مگر غلط رخ پر، اصل خرابی یہ تھی کہ زندگی کی چول کھسک گئی تھی، اور ساری خرابی اسی کی تھی۔

انھوں نے اس زندگی کی چول بٹھا دی، مگر اپنی زندگی اور اپنے خاندان کی زندگی کو خطرے میں ڈال کر، اور اپنا سب کچھ قربان کر کے انہوں نے اس مقصد کی خاطر بادشاہی کا تاج ٹھکرایا، دولت اور عیش کی بڑی سے بڑی پیشکش کو نامنظور کیا، محبوب وطن کو چھوڑا ساری عمر بے آرام رہے، پیٹ پر پتھر باندھے، پیٹ بھر کھانا نہ کھایا، گھر والوں کو فقر و فاقہ میں شریک رکھا دنیا کی ہر قربانی میں ہر خطرے میں پیش پیش اور ہر فائدہ اور ہر لذت سے دور دور، لیکن دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے، جب تک کہ دنیا کو صحیح رخ پر نہ ڈال دیا اور تاریخ کا دھارا نہ بدل دیا۔

تیئس برس میں دنیا کا رخ پلٹ گیا، دنیا کا ضمیر جاگ گیا، نیکی کا رجحان پیدا ہو گیا اچھے برے کی تمیز ہونے لگی، خدا کی بندگی کا راستہ کھل گیا، انسان کو انسان کے سامنے جھکنے میں شرم محسوس ہونے لگی۔ اونچ نیچ دور ہوئی، قومی اور نسلی غرور ٹوٹا، عورتوں کو حقوق ملے، کمزور و بے کسوں کی ڈھارس بندھی، غرض دیکھتے دیکھتے دنیا بدل گئی جہاں پورے پورے ملک میں خدا سے ڈرنے والا نظر نہ آتا ہو وہاں لاکھوں کی تعداد میں ایسے انسان پیدا ہو گئے جو اندھیرے گھر اجالے میں خدا سے ڈرنے والے تھے یقین کی دولت سے مالا مال تھے، جو دشمن کے ساتھ انصاف کرتے تھے جو حق کے معاملے میں اپنی اولاد کی پرواہ نہ کرتے، جو اپنے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار رہتے تھے جو دوسروں کی آرام کی خاطر مصیبت برداشت کرتے جو کمزور کو طاقتور پر ترجیح دیتے رات کے عبادت گزار، دن کے شہسوار، دولت حکومت، خواہشات، سب پر حاکم، سب پر غالب، صرف ایک اللہ کے محکوم، صرف ایک اللہ کے غلام، انھوں نے اس دنیا کو علم الیقین، امن، تہذیب، روحانیت اور خدا کے ذکر سے بھر دیا۔

زمانے کی رُت بدل گئی، انسان کیا بدلا، جہان بدل گیا، زمین و آسمان بدل گئے یہ سارا انقلاب اسی پیغمبرؐ کی کوشش اور تعلیم کا نتیجہ ہے آدمؑ کی اولاد پر آدم کے کسی فرزند کا ایسا احسان نہیں جیسا محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا کے انسانوں پر ہے۔ اگر اس دنیا میں سے وہ سب لے لیا جائے جو محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو عطا کیا ہے تو انسانی تہذیب ہزاروں برس پیچھے چلی جائے گی۔ اور اس کو اپنی زندگی کی عزیز ترین چیزوں سے محروم ہونا پڑے گا۔

آج کا دن مبارک کیوں نہ ہو —— کہ آج ہی دنیا کا سب سے مبارک انسان پیدا ہوا جس نے دنیا کو نیا ایمان اور نئی زندگی عطا کی۔ ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
وہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

غارِ حرا سے اتر کر

محترمہ امۃ العزیز

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف جب چالیس سال کا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت کا تاج پہنایا۔ ان دنوں آپ مکہ مکرمہ سے قریب ایک پہاڑ کے غار میں جس کو غار حرا کہتے ہیں تشریف لے جاتے اور کئی کئی راتیں گزارتے عبادت کرتے اور اللہ کو یاد کرتے۔ حضرت خدیجہؓ جو آپ کی غمگسار بیوی تھیں، ناشتہ ساتھ کر دیتیں اور آپ کی خبر رکھتیں، ایک بار جب آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے، حضرت جبریلؑ آئے، اور بڑی زور سے آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور کہا پڑھئے آپ نے فرمایا میں پڑھا نہیں ہوں حضرت جبریلؑ نے تین مرتبہ اسی طرح پوری قوت سے دبایا اور کہا پڑھئے اور آپ یہی جواب دیتے رہے کہ میں پڑھا نہیں ہوں، تیسری بار حضرت جبریلؑ نے دبایا اور کہا پڑھئے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

آپ اس واقعہ کے بعد فوراً گھر تشریف لائے، آپ کا دل بیٹھا جا رہا تھا اور اس بوجھ سے آپ تھکے تھکے تھے، حضرت خدیجہؓ سے فرمایا، مجھ کو کپڑا اڑھا دو، کچھ دیر بعد

گھبراہٹ کم ہوئی تو فرمایا، مجھ کو کپڑا اڑھا دو مجھ کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔

حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا ایسا ہرگز نہ ہوگا، اللہ آپ کو ضائع نہ کرے گا، آپ اپنے عزیزوں سے حسن سلوک کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں، کمزوروں پر رحم کھاتے ہیں محتاجوں اور فقیروں سے سلوک کرتے ہیں، مہمانوں کا اکرام کرتے ہیں اور ضرورتمندوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں، بیوی کی اس غمگساری اور ہمدردی سے آپ کو ڈھارس بندھی۔ پھر حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، اور پورا واقعہ کہ سنایا۔ ورقہ نے چند باتیں پوچھ کر نبوت و رسالت کی بشارت دی اور عرض کیا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی، حضورؐ نے پوچھا۔ کیا قوم نکال دے گی؟ ورقہ بولے ہاں ہر نبی کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا ہے، اگر میں اس وقت تک زندہ رہ گیا تو آپ کی پوری مدد کروں گا۔

ایمان لانے والوں میں سب سے پہلا نمبر حضرت خدیجہؓ کا تھا جو آپ کے حالات سے اچھی طرح واقف تھیں اور پھر صرف ایمان ہی نہیں لائیں بلکہ ہر طرح آپ کی مدد کی اور آپ کا ساتھ دیا۔ اور کفار کو آپ کے قریب آنے سے روکے رکھا حضرت خدیجہؓ کی وجاہت مالداری اور رعب و داب کی وجہ سے کفار بہت حد تک آپ کو تکلیف نہ دے سکے خود حضورؐ کو حضرت خدیجہؓ سے بہت تعلق تھا، ایسے وقت جب کوئی آپ کی بات سننے والا نہ تھا حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں اور آپ کی ہر طرح مدد کی۔ ایک بار حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے۔ حضرت خدیجہؓ حضورؐ کے پاس موجود تھیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا۔

بشرھا ببیت فی الجنۃ من قصب	آپ ان کو جنت میں ایک ایسے گھر
لا صخب فیہ ولا نصب	کی بشارت دیدیجئے جو موتی کا

ہوگا اور جس میں نہ شور و غل ہوگا اور نہ محنت مشقت

حضرت خدیجہ کے بعد ایمان لانے والوں میں آپ کے رفیق حضرت ابوبکرؓ اور آپ کے بھائی حضرت علیؓ اور آپ کے غلام حضرت زیدؓ ہیں ان سب کا تعلق آپ سے بہت گہرا تھا اور یہ سب آپ کے حالات سے واقف تھے۔

ایک مرتبہ کوہ صفا پر چڑھ کر آواز لگائی۔ اس آواز پر سارے عزیز اور تمام آدمی جمع ہو گئے آپ نے سب سے خطاب کر کے فرمایا۔ لوگو! اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن پڑا ہے وہ حملہ کریگا تو تم میری اس بات کو صحیح مانو گے۔ سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا کیوں نہیں؟ آپ سچ بولنے والے ہیں، آپ نے فرمایا اچھا میں کو دردناک عذاب سے ڈراتا ہوں، لوگو اللہ پر ایمان لاؤ۔ اب آپ صفا سے اتر کر دین کی تبلیغ کرنے لگے اور دشمنوں کی سختیاں سہتے رہے پورے تیرہ سال تک کفار کے ہاتھوں اذیتیں سہیں اور برابر دین کی تبلیغ کی، پورے تیرہ سال بعد جب آپ کی عمر شریف ۵۳ سال کی تھی مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔

محمد ابن قاسم نسیم حجازی کے پرجوش قلم سے اسلامی تاریخ کے ہیرو اور ہندستان کے فاتح محمد بن قاسم کی داستان جس کے پڑھنے سے دل میں جہاد کا جذبہ جوش مارنے لگتا ہے۔
قیمت ۱۲ روپے

داستانِ مجاہد نسیم حجازی کے قلم سے لکھی گئی ایک عرب مسلمان مجاہد کی داستان جس نے اپنی پوری زندگی جہاد کرتے گذار دی۔
قیمت ۸ روپے

مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

حلیۂ مبارک

(مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب)

حضرت کا قد میانہ تھا، سر مبارک بڑا تھا، سر کے بال اکثر کانوں کی لو تک رہتے تھے اور ان میں مانگ نکلی ہوتی تھی اور بیشتر تیل لگا رہتا تھا، رخساروں اور جسم کا رنگ سفید تھا مگر نہایت خوشنما، سرخی ان میں جھلکتی تھی، آنکھیں بڑی بڑی قدرتی سرمہ لگی ہوئی، ان میں سرخ ڈورے، بھویں اور پلکیں باریک اور لمبی، دانت آبدار موتی سے چمکتے ہوئے اور سامنے کے دانتوں میں نہایت خوشنما کھڑکی تھی، چہرۂ مبارک چوڑا چکلا وجیہ، رخسار بھرے بھرے، داڑھی کے بال گھنے، دونوں کندھوں میں سینہ کے چوڑے ہونے سے بڑا فرق تھا اور دونوں کندھوں کے بیچ میں مہر نبوت بیضوی شکل کی، سرخ رنگ ابھری ہوئی تھی اور اس کے چاروں طرف بڑے بڑے تل، ہتھیلیاں کشادہ تھیں اور سب اعضاء کے جوڑ پر گوشت۔ پسینہ جب نکلتا تو ہر قطرہ اس کا گوہر شاہوار معلوم ہوتا اس میں ایسی خوشبو آتی تھی کہ مشک اور عنبر کی خوشبو اس کے سامنے گرد تھی جس سے آپ مصافحہ فرماتے تو اس کے ہاتھوں سے پہروں خوشبو آتی رہتی تھی اور جس بچہ کے سر پر آپ ہاتھ پھیرتے اس کے سر میں ایسی خوشبو آنے لگتی کہ لوگ اس خوشبو سے پہچان لیتے تھے کہ حضرت نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرا ہے۔

السلام السلام

(والی آسی)

ابن آسی المدنی

میں ہوں ایک نعت خواں السلام السلام
آپ شاہ زماں السلام السلام
سرورِ سروراں السلام السلام
خسرو خسرواں السلام السلام
سیّد الانبیاء، فخر جن و بشر
ناز کرو بیاں السلام السلام
آپ کے دم سے قائم ہے نظم جہاں
آپ جانِ جہاں السلام السلام
بھولے بھٹکوں کو منزل پہ پہونچا دیا
میر ہر کارواں السلام السلام
پھول کھلتے ہیں ہر صبح کہتے ہوئے
گلستاں گلستاں السلام السلام
کاش محشر کے دن آپ کو دیکھ کر
کہہ اٹھے ہر زباں السلام السلام
حاضری کی سعادت مجھے بھی ملے
ایسی قسمت کہاں؟ السلام السلام

محمد حمزہ حسنی

ایمانی واقعات

○

پیالہ تسبیح پڑھنے لگا

ایک دفعہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک پیالہ میں کھانا نوش فرما رہے تھے کہ اسی درمیان پیالہ میں سے تسبیح پڑھنے کی آواز آنے لگی اور پیالہ میں جو کچھ کھانے کا سامان تھا وہ بھی تسبیح پڑھنے لگا جب یہ دونوں صحابی ایک دوسرے کو خط لکھتے تو اس واقعہ کا ضرور ذکر کرتے۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ ہانڈی میں کچھ پکا رہے تھے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس موجود تھے کہ اچانک ہانڈی سے تسبیح کی آواز آنے لگی اور ہانڈی گر پڑی اور پلٹ گئی اور پھر اپنی جگہ پہ پہونچ گئی اور اس میں سے کوئی چیز بھی نہیں گری۔ تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ سلمان یہ عجیب بات ہے دیکھو نہ تم نے کبھی ایسی چیز دیکھی ہوگی نہ تمھارے باپ نے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر تم خاموش رہتے تو اس سے بھی بڑی بات دیکھتے۔

آگ کو ڈھکیل دیا

حضرت معاویہ بن حرمل بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا کہ ایک دن مقام حرہ سے آگ نکلی یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اس آگ کو روکدو۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین میں کس لائق ہوں لیکن حضرت عمر ان سے برابر یہی کہتے رہے یہاں تک کہ یہ دونوں چلے اور میں بھی ان دونوں کے پیچھے ہولیا جب یہ دونوں آگ کے قریب پہونچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آگ کو دھکا دینا شروع کیا۔ یہاں تک وہ آگ گھاٹی میں داخل ہوگئی اور حضرت تمیم داری اس کو بالکل اندر ڈھکیلنے کے لئے گھاٹی میں داخل ہوئے اور اسکو اسی جگہ پہونچا دیا جہاں سے وہ نکلی تھی۔

شراب سرکہ بن گئی

ایک دفعہ حضرت خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا اور اس کے پاس ایک مشک تھی جس میں شراب تھی اس سے حضرت خالد نے پوچھا کہ اس میں کیا ہے؟ اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ سرکہ ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اللہ اس کو سرکہ کردے جب یہ اپنے ساتھیوں کی طرف گیا تو اس نے کہا کہ میں تمھارے لئے ایک ایسی شراب لایا ہوں کہ اس جیسی کسی عرب نے نہ پی ہوگی یہ کہہ کر مشک کو کھولا تو دیکھا کہ وہ سرکہ تھا۔ یہ دیکھ کر اس شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم! خالد رضی اللہ عنہ کی دعا، لگ گئی۔

ٹہنی تلوار بن گئی

حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار جنگ بدر میں ٹوٹ گئی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کسی درخت کی موٹی شاخ دی وہ ان کے ہاتھوں میں ایک ایسی تیز تلوار بن گئی جس کا قبضہ شاخ تھا اور وہ تیز چمک والی تھی۔

گھی کی کپّی

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کپی تھی اس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی ہدیہ کیا کرتی تھیں ایک دفعہ ان کے بچوں نے ان سے گھی مانگا ام شریک اس کپّی کو دیکھنے گئیں کہ اگر اس میں کچھ گھی ہو تو لاکر بچوں کو کھلائیں تو دیکھتی کیا ہیں کہ وہ کپّی گھی سے اتنی بھری ہوئی ہے کہ گھی اس سے بہ رہا ہے۔ اور بچے ایک عرصہ تک اس سے گھی کھاتے رہے اور گھی کم نہ ہوا۔ ایک دن یہ دیکھنے کے لئے اس میں کتنا گھی باقی ہے اس کپّی کو الٹ کے دیکھا۔ اسی روز سے وہ گھی ختم ہوگیا۔ یہ دیکھ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کپّی کو نہ الٹتیں تو اس میں ایک عرصہ تک گھی باقی رہتا۔

چکی سے آٹا نکلنے لگا

ایک انصاریؓ جو ضرورت مند تھے اور ان کے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا تو وہ کسی ضرورت سے اپنے گھر سے باہر آئے ان کی بیوی نے سوچا کہ اگر میں اپنی چکی کو چلانے لگوں اور تنور میں کھجور کی شاخیں جلاؤں تو میرے پڑوسی چکی کی آواز سن کر اور دھواں دیکھ کر مطمئن ہو جائیں گے کہ ہمارے یہاں فقر و فاقہ نہیں ہے چنانچہ یہ صحابیہؓ تنور کو دہکا کر چکی چلانے لگیں۔ جب گھر میں وہ انصاری تشریف لائے اور چکی کی آواز سن لی تو بیوی سے پوچھا کہ تم کیا پیس رہی تھیں انھوں نے پوری بات بتائی جب یہ دونوں چکی کے پاس آئے تو دیکھا کہ چکی چل رہی ہے اور اس میں سے آٹا نکل رہا ہے اور گھر میں کوئی برتن نہ بچا تھا جو نہ بھر گیا ہو اور جب انھوں نے تنور کو جا کر دیکھا تو اسے روٹیوں سے بھرا پایا۔ وہ انصاری صحابیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا تذکرہ حضورؐ سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اس چکی کا پھر کیا کیا؟ انھوں نے کہا ہم نے اسے اٹھا دیا اور اس کا آٹا جھاڑ دیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس چکی کو نہ اٹھاتے تو قیامت تک آٹا پیستی رہتی۔

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

ایک جگہ ایک محفل میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا تم میں حسین ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں اس نے کہا کہ انھیں جہنم کی بشارت دیدو یہ سن کر حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ مجھے تو رب رحیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنت کی بشارت مل چکی ہے لوگوں نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں ابن جویرہ ہوں یہ سن کر حضرت حسینؓ نے کہا کہ اے میرے اللہ اس شخص کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جہنم میں ڈال دے حضرت حسینؓ کے یہ فرماتے ہی اس شخص کا گھوڑا بدکا اور اس کا پیر رکاب میں الجھا رہ گیا۔ وائل ابن علقمہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! اس گھوڑے پر اس آدمی کا صرف پیر ہی باقی رہ گیا اور سارا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

~~~~

خیر النساء بہترؔ

ذائقہ

پسندوں کی بریانی

گوشت دو سیر کے پارچے منگوا کر اس کے دو حصے کر لو ایک حصے کے پسندے جس طرح بنائے جاتے ہیں بناؤ اور دوسرے حصے کو دھو کر پیاز، ادرک، نمک، مقدار ذائقہ پیس کر آدھی چھٹانک دہی گوشت میں لت کر کے پانی ڈال کر چولہے پر چڑھا دو جب گوشت گل جائے کفگیر سے چلا کر ریشہ ریشہ کر دو اور کچھ ادرک بہت باریک تراش کر کے اسے قیمے میں ملا دو پھر پتیلی میں گھی ڈال کر اور پیاز کے لچھے اس میں لال کر کے نکال لو پھر سیاہ زیرہ۔ لونگ چھ ماشہ بھون لو۔ الائچی دارچینی مسلّم اس گھی میں ڈال دو پھر قیمہ اس میں چھوڑ دو اور چاول دھو کر اس میں ڈال دو اس کے بعد بقدر ضرورت پانی ڈال کر خوب پکنے دو۔ جب ایک کنی رہ جائے تو پسندوں کو تہ دے کر دودھ چھوڑ دو اور پتیلی کا منہ بند کر کے دم پر لگا دو جب تیار ہو جائے تو دارچینی نکال کر کیوڑہ میں زعفران گھس کر چھوڑ دو اور ملا دو تاکہ تلے اوپر ہو جائے۔ دم کرتے وقت اوپر بھی آگ رکھو۔

FORM (IV) .... See rule (8)

مقام اشاعت:۔ ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ   وقفہ اشاعت:۔ ماہانہ

پرنٹر پبلشر، ایڈیٹر، پروپرائٹر:۔ محمد ثانی حسنی   قومیت:۔ ہندوستانی

پتہ:۔ ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

میں محمد ثانی حسنی بذریعہ تحریر اطلاع کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و اعتماد کی حد تک صحیح ہیں۔

دستخط پبلشر:۔ محمد ثانی حسنی   دفتر رضوان گوئن روڈ لکھنؤ
~~~~